ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

# شوکت صدیقی کے ناولٹ ’’کمین گاہ‘‘ کے کرداروں کا نفسیاتی جائزہ

# A psychological analysis of the characters in Shaukat Siddiqui's novel "Kameen Gah"

**ڈاکٹر لبنیٰ نصیر**،اسسٹنٹ پروفیسر (اردو)

گورنمنٹ گریجوایٹ کالج برائے خواتین سیٹلائیٹ ٹاون بہاولپور

**Dr. Lubna Naseer**, Assistant Professor of Urdu Govt Graduate College for Women, Satellite Town Bahawalpur, drlbunanaseer240@gmail.com

## Abstract

*Shaukat Siddiqui is one of the Urdu novelists, whose novels have been translated into different languages of the world. His most famous novel "Khuda Ki Basti" was translated into many languages of the world, while another popular novel "Janglos" was also translated into many languages. Other novels written by him "Char Dewari" and a novellete "Kameen Gah" are also important.*

*Shaukat Siddiqui's greatest work was his novel "Khuda Ki Basti" which was published in 1957. 50 editions of this novel were published and it was translated into 26 languages. This novel was published in three parts.*

*Similarly, his martial arts novel "Jangloos" was published in three parts. He wrote this novel over many years. The total number of pages of this novel is 1800 and it is one of the longest novels in Urdu, this novel highlights the problems and difficulties of rural Punjab. The main theme of the novel is the class struggle, the shadows of which are found in all Shaukat Siddiqui's novels. Before writing this novel, Shaukat Siddiqui studied the culture of Punjab extensively, for this purpose he learned both Punjabi and Saraiki languages. His third novel "Char Dewari" is actually his nostalgia.*

**Key Words:**

Shaukat Siddiqui, "Kameen Gah", "Khuda Ki Basti", "Char Dewari", 1957, 1800 pages, "Jangloos", Saraiki languages.

’’کمین گاہ‘‘ شوکت صدیقی کا ایک مقبول ناولٹ ہے۔انھوں نے یہ ناولٹ ۱۹۴۵ء میں کراچی کے میں لکھا تھا اور سب سے پہلے یہ "وہ اور اس کا سایہ" کے عنوان سے "سیپ ناولٹ نمبر" میں شائع ہوا۔اس کے بعد یہ "شاہکار ناولٹ نمبر" میں"کمین گاہ"کے نام سے منظر عام پر آیا۔پھر ۱۹۶۹ء میں کتابی صورت میں بھی چھپ کر مقبول ہوا۔تاریخی اعتبار سے یہ ان کا پہلا ناولٹ ہے جس سے شوکت صدیقی کے نظریہ فن اور ان کی سماجی حقیقت نگاری کی نوعیت کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔شوکت صدیقی نے یوں بھی اپنے ناول اور افسانوں میں سماجی حقیقتوں کو ہی پیش کیا ہے۔انھوں نے معاشرے کی کمزوریوں اور خامیوں کی نقاب کشائی کر کے ایک صحت مند معاشرے کی تشکیل کے امکانات کو اپنے فکشن میں اجاگر کیا ہے۔

شوکت صدیقی کی ناول نگاری حوالے سے عبدالحفیظ ظفریوں لکھتے ہیں۔

” شوکت صدیقی کا شمار اردو زبان کے ایسے ناول نگاروں میں ہوتا ہے، جن کے ناولوں کے تراجم دنیا کی مختلف زبانوں میں کئے گئے۔ ان کا سب سے مشہور ناول ’’خدا کی بستی‘‘ دنیا کی متعدد زبانوں میں ترجمہ ہوا، جبکہ دوسرے مقبول ناول’’جانگلوس‘‘ کا بھی کئی زبانوں میں ترجمہ ہوا۔ ان کے لکھے ہوئے دیگر ناول ’’چار دیواری‘‘ اور’’کمین گاہ‘‘بھی اہم نوعیت کے حامل ہیں۔ شوکت صدیقی ان چار ناولوں اور اپنی دیگر تخلیقات کی وجہ سے اردو ادب میں ہمیشہ زندہ رہیں گے۔"(۱)

اسی طرح انتظار حسین ان کی ناول نگاری کا احاطہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"شوکت صدیقی نے لوگوں کے لیے لکھا اور لوگوں کے بارے میں لکھا"(۲)

"کمین گاہ" میں شوکت صدیقی نے ایک خاص دور کے لکھنوی معاشرے کے مخصوص پہلوؤں کی عکاسی کی ہے۔اس ناولٹ میں انھوں نے صنعتی اور سرمایہ دارانہ نظام کے نقوش ابھارے ہیں۔اس میں کرداروں کی تشکیل اس طرح کی گئی ہے کہ ہر کردار اپنے طبقے کی نمائندگی کرتا ہے اور ساتھ ہی اس کی انفرادی خصوصیات بھی ظاہر ہوتی ہیں۔

"کمین گاہ"شوکت صدیقی کے دوسرے ناولوں مثلاً "خدا کی بستی"، "جانگلوس"اور"چاردیواری"سے مختلف ہے۔اس کا موضوع سرمایہ دارانہ معاشرے میں محنت کا استحصال اور طبقاتی کشمکش ہے جسے مختلف کرداروں کی مدد سے ناول نگار نے پیش کیا ہے۔

" کمین گاہ "ناولٹ دولت کی ہوس اور طاقت کے نشے میں چور ایک صنعت کارسیٹھ ترلو کی چند کی کہانی ہے۔اس کردار کے ذریعہ شوکت صدیقی نے سرمایہ داروں کی ہوس زر، ان کی عیاری اور چالا کی اور ان کے ہاتھوں انسانوں کے استحصال کو اپنا موضوع بنایا ہے۔ وہ سرمایہ داروں کی ہوس زر کو ہی سامنے نہیں لاتے بلکہ اس طبقے کی درندگی کو بھی نمایاں کرنے میں کامیاب نظر آتے ہیں۔

ترلو کی چند ، رام بلی اور رانی بوا ناولٹ کے اہم کردار ہیں۔ان کے علاوہ نربدارائے ، اللہ رکھی اور رام بھرو سے بھی ناولٹ کے نمائندہ کردار ہیں۔کرداروں کی انفرادی خصوصیت کے مد نظر مناسب ہوگا کہ ان کا الگ الگ تنقیدی جائزہ لیا جائے۔

ترلو کی چند اس ناولٹ کا اہم کردار ہے۔وہ ایک سرمایہ دار ہے اور اس کے سرامک اور ہوزری کے کارخانے ہیں۔اس کی بیوی کا نام ساوتری دیوی ہے۔اس کے دو بیٹے ہری چند اور ایشور چند دہرادون میں پڑھتے ہیں۔سوتیلی ماں تھی جو رانی بوا کہلاتی تھی اس کا ایک بیٹا منوہر چند ہے جو ابھی چار سال کا ہے۔تر لو کی چند اپنے باپ کی دوسری شادی سے بے حد ناراض ہے اور پھر منوہر کی صورت میں جائیداد کا جب ایک اور وارث پیدا ہوا تو اس کی ناراضگی اور بھی بڑھ جاتی ہے۔وہ دشمن بن جاتا ہے لیکن اس دشمنی کو کبھی ظاہر نہیں ہونے دیتا۔لیکن وہ اپنی سوتیلی ماں اور اس کے بچے کو اپنے راستے سے ہٹانے کی کسی مناسب موقع کی تلاش میں رہتا ہے۔اس دوران طوائف اللہ رکھی کے یہاں ترلو کی ملاقات مضبوط صحت مند ٹرک ڈرائیور رام بلی سے ہوتی ہے۔وہ رام بلی کو اپنے یہاں ملازم رکھ لیتا ہے۔اسے اچھی خوراک اور شراب فراہم کرتا ہے۔وہ رام بلی سے اپنے مرے ہوئے بھائی کی بیوہ، رانی بوا اور اس کے بیٹے منو ہر کو قتل کروانا چاہتا ہے۔سامنے کھڑے ہوئے رام بلی سے مخاطب ہوکر کہتا ہے:

> "تر لو کی چند ذرا دیر رک کر بولا " رانی بوا کا بنگلہ تم نے دیکھا ہی ہو گا تم کو اس
> وقت وہیں جانا ہے .. چاقو تمہارے پاس ہے۔میں نے رانی بوا اور منوہر کے متعلق کل
> یہ سننا نہیں چاہتا ہوں کہ وہ زندہ رہیں۔"(۳)

صنعت کار تر لو کی چند کا باطن غلاظتوں سے سیاہ ہو چکا ہے۔وہ اپنی خود غرضی اور حرص و ہوس میں اس حد تک مبتلا ہے کہ اس کے اندر خیر وشر کے درمیان تمیز کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے۔وہ رانی بوا اور اس کے بیٹے کو صرف اس لیے مروانا چاہتا ہے کہ بھائی کا حصہ غصب کر کے پوری فیکٹری کا تنہا مالک بن بیٹھے۔

ترلو کی چند نہ صرف عیار تھا بلکہ مجرمانہ ذہنیت بھی رکھتا تھا۔اس کا کردار سرمایہ دارانہ نظام کے تاریک ترین پہلو کا اشاریہ ہے۔ایک سرمایہ دار اپنی دولت کے بل بوتے پر سب کچھ حاصل کر سکتا ہے، انسانی زندگی بھی خرید سکتا ہے۔اس نے رام بلی کی سادہ لوحی سے فائدہ اٹھایا۔ترلو کی چند نے دلاری کے کوٹھے پر اس کی جی داری کا منظر دیکھا تھا۔اس نے اس کی طاقت کو اپنے مفاد میں استعمال کرنے پر اکسایا۔ لکھنو کے چوک میں جہاں طوائفوں کا بازار تھا، رام بلی نے را ہو مہاراج جیسے نامی گرامی غنڈے کو جس طرح سر پر پیر رکھ کر بھا گنے پر مجبور کیا تھا اور پھر خود تر لو کی چند دلاری کے کوٹھے پر ہونے والے دنگے میں رام بلی کی وجہ سے جس طرح زخمی یا قتل ہونے سے بچا تھا اس نے اس کے دل میں اس سے کام لینے کی خواہش شدید کردی۔رام بلی کی بے انتہا جسمانی قوت، اکھڑ پن اور اس کی بہادری کو تر لوکی چند نے ایک ہتھیار کی طرح اپنے مفاد میں استعمال کیا۔اسے اپنے کارخانے کے مزدوروں کو مٹھی میں رکھنے ، ان کی زبان بند کرنے ، ان کے منصوبوں کے بگاڑنے ، ان کے جلسے جلوسوں اور ہڑتالوں کو ناکام بنانے کے لیے کسی ایسے شخص کی ضرورت تھی جس میں عقل کی کمی ہو۔صرف جسمانی طاقت کے بل پر آگ میں کود جائے۔تنہا اور اکیلا پورے مجمع کو اپنے قابو میں کرلے۔تر لو کی چند نے رام بلی کو ہر طرح استعمال کیا۔

شوکت صدیقی نے کارخانہ داروں کی مذموم چالوں، ہتھکنڈوں اور ان کے انوکھے منصوبوں کو جو مزدوروں کے استحصال کے لیے استعمال کرتے ہیں، پوری طرح اجاگر کیا ہے۔

سیٹھ ترلو کی چند کمین گاہ میں سرمایہ دار طبقے کا نمائندہ ہے جو اپنے مفاد کی خاطر اپنے وفادار منیجر تر بدا رائے کو بھی قتل کر دیتا ہے بلکہ اپنی سوتیلی ماں جو رانی بوا کہلاتی ہے اس کی ایک بھول اور غلطی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسے اور اس کے بیٹے منوہر کو جائیداد سے محروم کر دیتا ہے۔وہ یہیں تک محدود نہیں بلکہ کارخانے کے مزدوروں کی یونین کو بے اثر کرنے کے لیے ہر طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرتا ہے تا کہ وہ اپنے حقوق کے لیے منظم جد و جہد نہ کر سکیں۔اپنے مسائل پر غور و فکر کے لیے جب مزدور جمع ہوتے ہیں تو ان پر ڈنڈے برسوانا، ہٹو بک بابا کو جو اس کے کارخانے میں ملازم ہے طرح طرح کی اذیتیں دیتا ہے تا کہ وہ ان مزدور ساتھیوں کے نام بتا دے جو اپنے حقوق کے لیے لڑنے پر آمادہ ہیں۔دراصل دوسروں کی کمزوری سرمایہ داری کی طاقت بن جاتی ہے۔یہی وہ طرز عمل ہے جس کا ثبوت ترلو کی چند کے کردار میں نمایاں ہے۔

یہاں شوکت صدیقی نے اس حقیقت سے پردہ اٹھایا ہے کہ تر لو کی چند ایک سرمایہ دار ہے جو اپنے مفاد کے لیے رشتوں کی حرمت کو بھی بڑی آسانی سے پامال کردیتا ہے۔تر لو کی چند ایک کردار ہی نہیں بلکہ سرمایہ دارانہ نظام کے ظلم کی ایک علامت ہے۔شوکت صدیقی نے بڑی فنی مہارت کے ساتھ کہانی کا تانا بانا اس کردار کے گرد اس طرح بنا ہے کہ ہمیں سرمایہ داروں کے مزاج ، ان کی ہوس زر، ان کی عیاری اور چالاکی سے آگاہی ہوتی ہے۔اس بات سے بھی آگاہی ہوتی ہے کہ سرمایہ دار آدمیوں کو پیسے کے عوض خرید کر استعمال کرتے اور پھر انہیں اپنے راستے سے ہٹا دیتے ہیں۔تر لو کی چند کے کردار میں اس کے باطن کی فطری سیاہی کا اشارہ بھی موجود ہے۔

ترلو کی چند بنیادی طور پر سرمایہ داری اور صنعت کاروں کے طبقہ کا ایک مکمل نمائندہ کردار ہے۔ناول نگار نے اس کردار کی تشکیل اس انداز میں کی ہے جس سے اس طبقے کی استحصال پسند ذہنیت صاف صاف سامنے آگئی ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

اس ناولٹ کا مرکزی کردار رام بلی ہے جو طوائفوں کے محلے کے مشہور بدمعاش اور غنڈے را ہو مہاراج کے چھکے چھڑا کر مقبولیت حاصل کرتا ہے۔اس واقعہ سے قبل رام بلی سے لوگ واقف نہیں تھے۔وہ اتفاق سے اس محلے کی طرف نکل آیا تھا۔اس نے جب لوٹن کو اس را ہو مہاراج سے پٹتے ہوئے دیکھا تو اسے لوٹن سے ہمدردی ہوئی اور اس نے اس کا اظہار کیا، را ہو مہاراج کو اس اجنبی کی بے جا مداخلت پر غصہ آیا۔بات بڑھی اور دونوں نبرد آزما ہو گئے۔راہو مہاراج نے پہلے تو رام بلی کو کوئی اہمیت نہیں دی تھی لیکن رام بلی نے جب اپنا ہاتھ دکھایا تو راہ مہاراج کے ہوش ٹھکانے لگ گئے۔رام بلی نے اس کو پیٹ پیٹ کر بے جان کر دیا۔

اس واقعے کے بعد رام بلی کو بھی اپنی اہمیت کا احساس ہوا۔اسی بیچ ایک اور واقعہ رونما ہوا۔ایک نائیکہ کی جوان لڑکی کو کچھ غنڈے اٹھا کر لے جارہے تھے۔نائیکہ کی چیخ و پکار سن کر رام بلی مدد کو دوڑا اور غنڈوں کو مار پیٹ کر اس نے اغوا کر دہ لڑکی واپس چھین لی۔اس واقعے سے طوائفوں میں رام بلی کی دھاک بیٹھ گئی۔انھوں نے سوچا کہ رام بلی کو مستقل طور پر یہیں رہنے کی ترغیب دی جائے تاکہ غنڈوں سے یہ محلہ محفوظ رہے۔طوائفوں کے اس متفقہ خیال کو اللہ رکھی نے رام بلی کے سامنے پیش کیا تو رام بلی کا خود دارانہ احساس بھڑک اٹھا، اس کی غیرت جاگ پڑی:

"میں مونچھ رکھ کر اب ان سالی رنڈیوں کی کمائی کھاؤں گا۔اللہ رکھی تم نے مجھے کوئی بھڑوا سمجھ رکھا ہے۔"(۴)

رام بلی کا کردار "کمین گاہ" کا ایسا کردار ہے جس میں سچائی، بہادری اور جیالے پن کی چمک موجود ہے۔وہ جاہل اور ناتراشیدہ ہے مگر اس کے اندر غیرت اور خودداری کا احساس موجود ہے۔وہ معاشرے کے نچلے طبقے کے صالح محنت کشوں کی بڑی اچھی نمائندگی کرتا ہے۔اللہ رکھی کے یہاں صنعت کار تر لو کی چند آتا ہے اور رام بلی کو اپنے کام کی چیز سمجھ کر اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔اسے ہر طرح کا آرام دیتا ہے۔لیکن وہ محنت کش ہے اس لیے بےکاری سے تنگ آجاتا ہے۔وہ مفت کی روٹی توڑنا نہیں چاہتا اس کی خواہش ہے کہ تر لوکی چند اس سے کام لے۔اس کا ضمیر گوارہ نہیں کرتا کہ تر لو کی چند کھانا اور شراب اسے کوئی کام لیے بغیر دیتار ہے۔اس لیے وہ بار بار تر لو کی چند کے پاس جاتا ہے اور کام کا تقاضا کرتا ہے۔رام بلی کام چور نہیں ہے۔وہ جان پر کھیل کر سخت سے سخت کام انجام دے سکتا ہے۔ان تمام باتوں کے باوجود اس کا ایک ضابطہ اخلاق ہے اور وہ کچھ باتیں کرنے سے قاصر رہتا ہے۔عملی طور پر وہ مذہبی نہیں مگر مذہبی عقیدے کی امانت اس نے سنبھال رکھی ہے۔وہ منقول زبدا

رائے کی لاش کو ٹھکانے لگانے کی تمام ہدایات پر عمل کرنے کو تیار ہے لیکن زبدارائے کی لاش کو زمین کھود کر دفن کرنے سے انکار کر دیتا ہے کہ یہ مذہب کا معاملہ ہے۔اس کے برخلاف ترلو کی چند کے یہاں مذہب اور اخلاق کا کوئی تصور نہیں۔محض دولت کا حصول اس کا مقصد حیات ہے۔

"میں ارتھی کو تیل چھڑک کر آگ تو لگا سکتا ہوں پر اسے مٹی میں دبا نہیں سکتا۔آپ چاہیں کچھ ہی کہیں پر یہ دھرم کا معاملہ ہے۔ اس نے ترلو کی چند کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا۔میں دھرم کا اپمان نہیں کر سکتا۔"(۵)

حرف و سخن HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

رام بلی کی آواز اس کے ضمیر کی آواز ہے۔کمین گاہ میں یہ حقیقت بڑی واضح اور روشن ہے کہ دولت مند کے لیے مذہب کا احترام کوئی معنی نہیں رکھتا۔اس کا دین اور دھرم پیسہ ہے۔اپنے دشمن کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کر دینا اس کا مطمع نظر ہے۔اگر دشمن کو راہ سے ہٹانے کے لیے مذہب آڑے آئے تو اس کی حرمت کو بھی مسمار کیا جاسکتا ہے۔یہاں روپیہ اخلاقیات پر فوقیت رکھتا ہے۔دولت کا جمع کرنا ہی ان کا ایمان ہے۔سرمایہ دار سمجھتا ہے کہ روپے میں ہر چیز خریدنے کی طاقت ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ روپے کے ذریعے ہر مشکل حل کرنا چاہتا ہے۔ایمانداری، نیکی اور شرافت سرمایہ دارانہ معاشرے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔

ترلو کی چند بیوہ رانی بوا اور اس کے بیٹے منوہر کو راستے سے ہٹانے کے لیے رام بلی کو پھر استعمال کرنا چاہتا ہے۔لیکن رام بلی کی مشکل یہ ہے کہ وہ جاہل اور اجڈ ہوتے ہوئے بھی کچھ باتوں سے اجتناب کرتا ہے۔وہ پھر تر لو کی چند کا حکم ماننے سے انکار کر دیتا ہے۔

"سر کار مجھ سے عورت پر وار کرنے کے لیے ہاتھ نہیں اٹھایا جا سکتا ہے۔"(٦)

ناولٹ نگار نے اس اجڈ ، گنوار ، جاہل، غیر مہذب کردار کی تشکیل میں اپنی نفسیاتی بصیرت اور فنی مہارت کا مظاہرہ کیا ہے۔رام بلی بہت ہی زندہ اور پر کشش کردار ہے۔وہ تر لو کی چند کی خونخواری سے واقف ہے۔اس کے باوجود اپنے عقیدے کی حفاظت کو ترجیح دیتا ہے۔

تر لو کی چند چونکہ چالاک اور مکار بھی تھا اس لیے اسے معلوم ہے کہ رام بلی اپنی بات کا پکا ہے لیکن ساتھ ہی بے حد جیالا اور خطرناک بھی ہے۔ایسے ایسے ہی آدمی کی ضرورت ہوتی ہے۔رام بلی نے رانی بوا کو قتل کرنے سے انکار کر دیا لیکن مزدور یونین کے دفتر کو پٹرول چھڑک کر آگ لگانے میں اس کے نزدیک کوئی مضائقہ نہیں تھا۔اس طرح وہ تر لو کی چند کے لیے ایک کارآمد آدمی ثابت ہوتا ہے۔

شوکت صدیقی نے رام بلی کے انسانی اوصاف کو بھی بڑی ہنر مندی سے نمایاں کیا ہے۔اس نے دلاری کو طوائفوں کے بازار میں غنڈوں سے نجات دلائی۔اس کے پاس جب چار پیسے ہوئے تو اس نے اپنی غریب بہن کی مدد کی۔مرنے سے پہلے اس نے یہ بھی فیصلہ کیا تھا کہ وہ ایک اچھے انسان کی طرح زندگی گزارے گا۔محنت مزدوری کرے گا۔دلاری کے ساتھ بقیہ زندگی گزارنے کا تصور بھی اس کے لیے بہت خوش آئند تھا۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ رام بلی کے اندر شرافت زندہ تھی۔اسے رشتوں کا پاس ہے۔قتل کرنے کے ارادے سے رانی بوا کے یہاں جاتا ہے لیکن جب گنگا جل سے نہاتے ہوئے وہ رانی ہوا کو ننگ دھڑنگ دیکھتا ہے تو اس کو غیرت آتی ہے اور وہ شرمندہ ہو کر واپس لوٹ آتا ہے۔لیکن پھر بھی رام بلی ایک ہتھیار کی طرح تر لوکی چند کے ہاتھوں استعمال ہوتا رہتا ہے۔اب چونکہ وہ ایک استحصالی نظام کا پرزہ بن چکا تھا اس لیے تر لو کی چند اس کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھاتا ہے۔اسے ولایتی شراب کا عادی بنا دیتا ہے جس سے ہوش کھو کر وہ اپنی حیثیت بھول جاتا ہے۔اسے یہ خدشہ ہی نہیں ہوتا کہ وہی ترلو کی چند جو اپنی مہربانیوں کے ذریعہ اسے خرید رہا ہے آخر کار اس کی تباہی کا سبب بن جائے گا۔تر لو کی چند نے رام بلی کی طاقت سے فائدہ اٹھایا اور رانی بوانے اپنی جاتی ہوئی جوانی کا رام بلی سے سودا کیا۔رام بلی کی یہ گستاخی ایسی گستاخی تھی جس کی سزا موت کے سوا کچھ نہیں ہوسکتی تھی۔تر لو کی چند نے رام بھروسے کے ذریعہ رام بلی کو موت کے گھاٹ اتر واد یا اور جنگل میں اس کی لاش پھینکوادی جہاں وہ جنگلی جانوروں کی خوراک بن گیا۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

در اصل شوکت صدیقی نے یہاں یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ طاقت کے بے جا گھمنڈ اور معاشی مجبوریوں کے تحت اگر آدمی بک جاتا ہے تو اس کا انجام تباہی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔سب سے اہم نکتہ یہاں یہ پیش کیا ہے کہ سرمایہ دار شکاریوں کی طرح گھات لگائے ہوئے ایسے لوگوں کی تاک میں رہتے ہیں جو ان کے جال میں پھنس کر زندگی جیسی انمول شے سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔رام بلی کا عبرت ناک انجام اس بات کو سامنے لاتا ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام میں سفا کی ، دہشت اور ظلم اصل حقیقت ہے اور یہی "کمین گاہ" کا خاص موضوع ہے۔

"کمین گاہ" کے کرداروں میں ایک اہم کردار رانی بوا کا ہے۔وہ ایک مالدار بیوہ عورت ہے۔ترلو کی چند کے باپ مرلی چند نے آخری عمر میں ایک جوان عورت سے شادی کی تھی۔وہ جوانی میں بیوہ ہو گئی۔تر لو کی چند کا سلوک اس کے ساتھ اچھا نہیں تھا۔اس کا زیادہ تر وقت پوجاپاٹ میں گزرتا۔رام بلی رانی بوا کے قتل کے ارادے سے بنگلے میں چوری چھپے آدھی رات کو داخل ہوا تو اس نے رانی بوا کو سر سے پیر تک عریاں حالت میں دیکھا۔رانی بوا برہنہ ہو کر گنگا جل اپنے جسم پر چھڑک کر ہری اوم ہری اوم کی صدا بلند کرتیں۔ رام بلی نے موقع کی نزاکت کو سمجھا اور کسی طرح کی دست درازی سے گریز کیا۔

رانی بوا اپنے جسم اور من کی آگ کو عبادت اور گنگا جل کے چھینٹوں سے سرد کرنا چاہتی تھی۔لیکن آگے چل کر وہ ایک ایسی امیر زادی کے روپ میں سامنے آتی ہے جو رام کی مردانی اور زوآوری پر قابو پا کر اسے اتنا مد ہوش کر دیتی ہے کہ وہ اپنے انجام کو بھول جاتا ہے۔بارش کی ایک رات رام بلی بھیگنے سے بچنے کے لیے اس کے بنگلے میں پناہ لیتا ہے۔بوا اسے دیکھ لیتی ہے اور با اصرار اندر لے جا کر اسے اپنے مرحوم شوہر کے ذخیرے سے تیز ولایتی شراب پلاتی ہے۔وہ رام بلی کو اٹھا کر سینے سے لگاتی ہے اور اس سے اپنی من کی آگ بجھاتی ہے۔لیکن جب وہ دوسری مرتبہ رانی بوا کے بنگلے میں آتا ہے تو اس چہرے پر شرمندگی اور خجالت کے آثار نمایاں ہوتے ہیں۔لیکن اسے حیرت ہوتی ہے کہ بوا اس کا استقبال گرم جوشی کے ساتھ کرتی ہے۔

شوکت صدیقی کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ رانی بوا کی مثال ایک گھات لگائے ہوئے شکاری کی ہے۔رام بلی میں اس کا شکار ہونے کی خواہش دیکھ کر وہ اسے اپنا شکار بنالیتی ہے۔اس کا یہ روپ ایک عیش پسند عورت کا ہے۔وہ رام بلی کے ساتھ اپنے سارے حجاب ختم کر دیتی ہے۔اس حد تک کہ وہ رانی بوا کے ساتھ اپنی بیوی کا سا برتاؤ کرتا ہے۔جب کبھی شراب دینے میں رانی بوا ہچکچاتی ، رام بلی اسے بے دریغ مارتا اور گالیاں دیتا۔رانی بوا ان باتوں کی عادی ہو گئی تھی اور اب اس کو رام بلی کے بغیر کسی پہلو چین نہ آتا۔شراب کی کثرت اور عورت کے جسم کی لذت نے رام بلی کا سارا کس بل نکال دیا۔

شوکت صدیقی نے رانی بوا کے کردار کی تشکیل میں نفسیاتی پہلو پر زور دیا ہے۔دراصل وہ عورت اذیت پسندی کا شکار ہے۔اس کا شوہر بھی اسے نشے میں دھت ہو کر پیٹتا تھا۔وہ رام بلی کی حیثیت سے واقف تھی لیکن اس نے اسے شراب کا عادی اس لیے بنایا تھا کہ وہ اپنی حیثیت بھول جائے اور اس کے اشاروں پر ناچے۔وہ نشے میں بدمست ہو کر چیختا ، چلاتا لڑتا، جھگڑتا، شور مچاتا ہے۔اس کی شراب کی طلب بڑھتی جاتی ہے۔رانی بواجب شراب دینے سے انکار کرتی ہے تو وہ گندی گندی گالیاں دیتا۔رفتہ رفتہ رام بلی اور رانی بوا کے جنسی تعلقات کی خبر تر لو کی چند کو ہوتی ہے جو ایک رات موقع واردات پر ہی دونوں کو پکڑ لیتا ہے،جسے دیکھ کر رام بلی کا سارانشہ ہرن ہو جاتا ہے۔خود رانی بوا بھی پریشان ہو جاتی ہے:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

" رانی بواترلو کی چند کے پیروں پر گر کر گڑ گڑانے لگیں ترلو کی چند مجھے معاف کردے۔میں اب یہاں نہیں رہوں گی۔منوہر کو لے کر ہر دوار چلی جاؤں گی۔ترلو کی چند کا سارا غصہ سرد پڑ گیا۔"(۷)

تر لو کی چند یہی تو چاہتا تھا کہ کس طرح رانی بوا اور اس کے بیٹے سے پیچھا چھوٹے تا کہ فیکٹری کا وہ واحد مالک بن بیٹھے۔

رانی بوا ایک خود غرض عورت ہے۔وہ اپنی جان بچانے کے لیے بہت نیچے بھی گر سکتی ہے۔رانی بوا اس وقت ایک ہارے ہوئے جواری کی طرح اس کے قدموں پر آگری تھی۔تر لو کی چند مطلب پرست اور چالاک انسان تھا۔رانی بوا اب اس کے لیے خطرہ نہیں رہی تھی بلکہ وہ اس کے لیے خطرہ بن گیا تھا۔رانی بوا کا کردار نفسیاتی الجھنوں کا شکار ہے جس سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ سرمایہ دارانہ معاشرے میں غریب کی طاقت اور اس کی مردانگی بھی مصیبت بن جاتی ہے۔ترلو کی چند نے رام بلی کی طاقت اور اکھڑ پن کو اپنے مفاد کے لیے استعمال کیا اور رانی بوانے بھی اپنے عیش کی خاطر اس کے عقل پر نشے کا پردہ ڈال کر اسے تباہی کی آخری منزل تک پہنچا دیا۔ ترلو کی چند نے موقع واردات پر دونوں کو رنگے ہاتھوں پکڑا تھا:

" میرے تو وہم وگمان میں بھی یہ وچار نہیں آیا تھا کہ تم اتنا گر جاؤ گی، ترلو کی چند نے حقارت سے منھ بگاڑا۔تم کو منھ ہی کا لا کرنا تھا۔ تو کوئی اور نہیں ملا۔یہ دو ٹکے کا کالا دھیمر ہی تم کو ملا ؟" (۸)

یہاں اس واقعے کے ذریعے اس حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے کہ رام بلی کو جال میں پھانسنے کی کوشش ترلو کی چند کی تھی اور جس بھیانک انجام سے وہ دو چار ہوا اس کی ذمے دار رانی بوا تھی۔ترلو کی چند نے سرمایہ دارانہ عیاری سے کام لیتے ہوئے رانی بوا کو معاف کر دیا۔اس لیے کہ وہ اور اس کا بیٹا جائیداد اور کارخانوں میں برابر کے حصے دار تھے۔رانی بوا کو بدنامی سے بچانا اور اسے تحفظ دینا اس کے ذاتی مفاد میں شامل تھا۔رانی بوا کا کردار صرف سرمایہ دارانہ معاشرے کے حوالے سے نہیں نفسیاتی اعتبار سے بھی قابل توجہ ہے۔ یہاں شوکت صدیقی نے ایک مالدار بیوہ عورت کی نفسیاتی کیفیت کا عمدہ تجزیہ کیا ہے۔

"کمین گاہ" کا ایک نمائندہ کردار نر بدا رائے بھی ہے۔وہ تر لو کی چند کا نہایت ایماندار محنتی اور وفادار منیجر تھا۔سیٹھ تر لو کی چند کے کاروبار کی ساری ذمے داری نربدارائے پر تھی۔اس نے ترلو کی چند کے سامنے ایک نہایت منافع بخش پروجیکٹ لگانے کا منصوبہ پیش کیا۔وہ اپنے کام میں ماہر تھا، نربدا رائے نہایت سنجیدہ اورذہین شخص تھا۔ناول نگار نے اس کردار کی تشکیل میں نربدارائے کے وصف کو ابھارا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ وہ اپنی ذہانت اور اپنی منصوبہ بندی کے ذریعے فائدہ حاصل کرنا چاہتا تھا۔جنگ کے زمانے میں کارخانوں میں دن رات کام ہوتا تھا۔فوجی سپلائی کے ٹھیکوں نے کارخانہ داری کے وارے نیارے کر دیے تھے۔ان کی دولت اور کارخانوں کی تعداد روز بروز بڑھ رہی تھی۔لیکن وہ اپنے وفا دار اور قابل اعتماد ملازموں کو مراعات دینا تو دور کی بات ہے یہ سوچ بھی نہیں سکتے کہ یہ دو ٹکے کے ملازم ان کے کارخانے میں حصہ دار یا ڈائریکٹر بننے کا خواب دیکھیں۔نربدا رائے نے اپنے پروجیکٹ پر کام کرنے کی شرط رکھی کہ اسے ڈائریکٹر اور حصہ دار بنایا جائے تو تر لو کی چند نے نہایت حقارت کے ساتھ اس کی خواہش کو ٹھکرا دیا:

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ترلو کی چند ایک دم بھڑک اٹھا۔ روپیہ پیسے میں لگاؤں، پروجیکٹ فیل ہو جائے تو نقصان کا خطرہ میں مول لوں، تمہارا انوسٹمنٹ کیا ہے۔اس نے ہاتھ میں دبی ہوئی فائل حقارت سے نربدارائے کے سامنے پھینک دی۔کاغذ کے یہ چند ٹکڑے، ان کی تم اتنی بھاری رقم لینا چاہتے ہو۔! "(۹)

دراصل یہ وہ معاشرہ ہے جہاں دولت ہی معیار ہے۔انسان کی محنت اور اس کی ذہنی صلاحیتیں حقیقت نہیں رکھتیں۔ترلو کی چند کے لیے اس کی یہ جسارت نا قابل برداشت تھی۔نربدا رائے جو منیجر تھا، حصہ دار بننے کی بات کر رہا تھا۔تر لو کی چند نے اسے جنرل منیجر بنانے کی پیش کش کی مگر وہ راضی نہ ہوا۔ نربدا رائے کے کردار کی تشکیل میں شوکت صدیقی نے متوسط طبقے کے ایسے ذہین اور محنتی انسان کی تصویر پیش کی ہے جو اپنی قدر و قیمت سے آگاہ ہے۔وہ اپنی ذہانت اور صلاحیت کے ذریعے ترلو کی چند کے علاوہ دوسروں کی توجہ بھی حاصل کر سکتا ہے جو آسانی سے اس کا مطالبہ مان کر تر لوکی چند کے کاروبارکے لیے بڑا خطرہ بن جاتے۔نربدا رائے نے دوٹوک کہہ دیا کہ چونکہ وہ اس کمپنی کا پرانا ملازم ہے اس لیےاس فیکٹری کی تباہی اسے منظور نہیں۔اگرسرایک کا نیا کارخانہ لگ جائے توترلو کی چند کی فیکٹری بند ہو جائے گی۔وہ ایک کھلے دل اور کھلے ذہن کا آدمی تھا۔اس نے اپنے دل کی ساری بات بے خوف وخطر کہہ دی لیکن اسے معلوم نہ تھا کہ وہ ایک سرمایہ دار کے مقابلے پر آ کھڑا ہوا ہے اور اس کی یہ جسارت ایسی نہیں جو معاف کر دی جائے۔

ترلو کی چند نے یہ ساری باتیں سننے کے بعد پینترا بدلا اور رویے میں نرمی پیدا کی۔وہ نربد ارائے کے تیور بھانپ چکا تھا۔اسے یہ بھی معلوم تھا کہ جو کچھ نر بدارائے نے کہا ہے وہ اس پر عمل بھی کر دکھائے گا،لہذا اس نے نربدا رائے سے کہ تم رات کو نو بجے گیسٹ ہاؤس میں رہنا۔میں آدمی بھیج کر تمہیں بلواؤں گا۔فائل لے کر آنا، اطمینان سے بات چیت ہوگی۔تر بدا رائے نے وعدہ کیا کہ وہ ایسا ہی کرے گا کیونکہ اس کو پورا یقین ہو گیا تھا کہ تر لو کی چند نے اس کی تجویز منظور کرلی ہے۔لیکن وہ رات نربدا رائے کی زندگی کی آخری رات ثابت ہوئی۔نربدار ائے کے ساتھ اس کا منصوبہ بھی ترلو کی چند کے مذموم عزائم کی نذر ہو گیا۔شوکت صدیقی نے نربدا رائے کے کردار کی تشکیل کے ذریعہ سرمایہ دارانہ ذہنیت اور اس کے پس پردہ محرکات اور عوامل کی نشاندہی کی ہے کہ ایک سرمایہ دار اپنے ملازم کی ذہانت اور صلاحیت کو خرید سکتا ہے۔لیکن برابری اور ہمسری کی جسارت کو وہ نا قابل معافی جرم سمجھتا ہے۔

"کمین گاہ"کاایک اور نمائندہ کردادرام بھروسے کا ہے۔جس کی تشکیل ہمیں کارخانہ داروں اور سرمایہ داروں کے دلال یا بیچ کے آدمی کی کارکردگی سے واقف کراتی ہے۔رام بھرو سے "کمین گاہ" کا ایک ایسا ہی کردار ہے جو مزدوروں کے طبقے سے تعلق رکھتا ہے۔لیکن وہ ایک ایسا کارندہ ہے جو مزدوروں کے مفاد کو سب سے زیادہ نقصان پہنچاتا ہے اور ان کے ہر منصوبے کی خبر کارخانہ دار تک پہنچا کر زیادہ سے زیادہ مراعات حاصل کرتا ہے۔

رام بھروسے کے کردار سے شوکت صدیقی کے سماجی اور معاشرتی نقطہ نظر کی وضاحت ہوتی ہے۔وہ ایک سماجی علامت ہے اس کے کردار سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اس سرمایہ دارانہ صنعتی نظام کو تقویت دینے اور اسے زندہ رکھنے میں کون کون سے عناصر کام کرتے ہیں۔ اگر دیکھا جائے تو رام بھروسے کا کردار ناولٹ میں ایک ایجنٹ کا ہے۔تر لو کی چند کے کارخانے کے مزدوروں نے اگر ٹریڈ یونین کی

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

سرگرمیاں شروع کیں تو رام بھرو سے نہ صرف ترلو کی چند کو ان کے عزائم سے آگاہ کیا بلکہ یونین کے دفتر کو آگ لگوانے ، مزدوروں کے جلوس کو دہشت زدگی اور غنڈہ گردی کے ذریعہ منتشر کرنے ، ان کی ہڑتال کو ناکام بنانے اور پھر ساتھ ہی ساتھ ان کی ہمت اور حوصلے کو پست کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔وہ ترلو کی چند کا ایسا نمک خوار ہے جو پیسے کے لیے اپنے ہی طبقے کی پیٹھ میں چھرا گھونپتا ہے۔رام بھرو کارخانے میں فورمین ہے۔وہ بظاہر مزدوروں کا ہمدرد ہے لیکن ان میں پھوٹ ڈلوانے اور ان کی یکجہتی کو توڑنے میں اس کا اہم کردار ہے۔وہ تر لو کی چند کے لیے مخبری کرتا ہےاور اس کو آگاہ کرتا ہے کہ مزدور پھر سے یونین بنا رہے ہیں اور ٹو بک بابا کے گھر پر صلاح و مشورے ہوتے ہیں۔رام بھروسے چونکہ مزدوروں میں گھلا ملا ہوتا ہے اس لیے وہ ساری خبریں آسانی سے حاصل کر لیتا ہے۔اس نے سیٹھ تر لو کی چند کے اشارے پر ایک ماہر مکینک کے ساتھ مظالم کی انتہا کر دی۔اس پر اتناظلم کیا کہ اس بوڑھے غریب نے سب کچھ اگل دیا۔یہ کردار اس لحاظ سے اہم ہے کہ اس کے ذریعے سماج کے معاشی رشتوں پر روشنی پڑتی ہے۔ترلو کی چند کے لیے رام بھر و سے بھی بس کام نکالنے کی حد تک اہمیت رکھتا تھا اور اس کا انجام بھی آخر وہی ہوتا ہے جو ایسے آلہ کار کا ہو سکتا ہے۔سرمایہ دار اپنے آلہ کاروں سے کام لینے کے بعد انہیں ٹھکانے لگانے سے دریغ نہیں کرتے۔یہ ایسا استحصالی نظام ہے جس میں مروت جیسی کوئی شے موجود نہیں ہوتی۔

رام بھروسے کا کردار "کمین گاہ" کا ایک کردار ہی نہیں بلکہ ہر دور میں صنعت کاروں اور سرمایہ داروں کے اشارے پر ناچنے والوں کی علامت ہے۔شوکت صدیقی نے رام بھروسے کے ذریعے اس حقیقت کا انکشاف کیا ہے کہ مزدوروں کے مفاد کو نقصان پہنچانے والے لوگ خود ان کی صفوں میں موجود ہوتے ہیں۔رام بھروسے کا کردار اس حقیقت کا مظہر ہے کہ کارخانہ دار لالچ کے ذریعہ اکثر فورمین یا اسی طرح کے لوگوں کو خرید کر انہیں اپنے مفاد میں استعمال کرتے ہیں۔مزدوروں کو سب سے زیادہ نقصان پہنچانے والے ایسے دوست نما دشمن ہی ہوتے ہیں۔

غرض "کمین گاہ" کے سارے کردار ہی طبقاتی کشمکش، اقتصادی اور معاشی استحصال کو بے نقاب کرنے کے ساتھ ساتھ زندہ انسانوں کی نمائندگی کرتے ہیں اور ان کا عمل ان کی زندگی کی انفرادی خصوصیات بھی سامنے لاتا ہے اور کہیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کردار کٹھ پتلیوں کی طرح حرکت کر رہے ہیں بلکہ ان کا عمل فطری اور آزادانہ عمل معلوم ہوتا ہے۔دراصل شوکت صدیقی کے فکشن میں کرداروں کی تشکیل میں معاشی اور اقتصادی رشتے غیر معمولی اہمیت رکھتے ہیں۔لیکن وہ اپنے کرداروں میں موجود انسانی فطرت کو کبھی نظر انداز نہیں کرتے۔

زمانی اعتبار سے شوکت صدیقی کی ناول نگاری کا آغاز اسی ناولٹ سے ہوا۔فنی اعتبار سے ممکن ہے کہ اس میں کئی کمزوریوں کی نشاندہی کی جاسکے لیکن کردار نگاری کے اعتبار سے اس تخلیق میں ایسی پختگی نظر آتی ہے جو ان کے آئندہ کے ناولوں میں مزید نکھر کر اور زیادہ پائیدار صورتوں میں ظاہر ہوا ہے۔کرداروں اور موضوع کی پیش کش کی ہر دو سطحوں پر شوکت صدیقی نے جو کچھ یہاں پیش کیا تھا" خدا کی بستی" اور "جانگلوس"میں اس کی extended صورتیں نظر آتی ہیں۔اگر رام بلی ، ترلو کی چند، رانی بوا، نربدا رائے اور رام بھروسے کے کرداروں کی تخلیق شوکت صدیقی نے پہلے سے نہ کی ہوتی تو خدا کی بستی کے راجہ، نوشا، شامی، فرزند علی اور سلطانہ اور"جانگلوس" کے لالی، رحیم داد اور شاداں جیسے اردو فکشن کے لازوال کرداروں کی تخلیق غالباً ممکن نہ ہوتی اور نہ "شاید صندلی" کا کردار ہی وجود پاتا۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

حوالہ جات

۱۔ عبدالحفیظ ظفر، شوکت صدیقی ایک عظیم ناول نگار، روزنامہ دنیا، ۳۰اگست ۲۰۲۲ء، ص ا

1.Abdul Hafeez Zafar, Shaukat Siddiqui Aik Azeem Novel Nigar, Daily Dunya, 30 August 2022, p. 1

۲۔انتظار حسین بہ حوالہ عبدالحفیظ ظفر، شوکت صدیقی ایک عظیم ناول نگار، روزنامہ دنیا، ۳۰اگست ۲۰۲۲ء، ص ا

2.Intizar Hussain by Abdul Hafeez Zafar, Shaukat Siddiqui Aik Azeem Novel Nigar, Daily Dunya, 30 August 2022, p. 1

۳۔شوکت صدیقی ،"کمین گاہ" جون ۲۰۰۹ء ، ص۶۳

3.Shaukat Siddiqui, "Kameen Gah", June 2009, p.63

۴۔ایضاً، ص ۲۷

4.Also, p. 27

۵۔ایضاً، ص ۵۹

5.Also, p. 593

۶۔ایضاً، ص

۶۹

6.Also, p. 69

۷۔ایضاً ،ص ۱۷۱

7.Also, p. 171

۸۔ایضاً، ص ۵۴

8.Also, p. 54

۹۔ایضاً، ص۱۷۰

9.Also, p. 170